اخبار امت

انڈونیشیا: بحرانوں کے درمیان راستے کی تلاش

مسلم سجاد

دنیا کا چوتھا سب سے بڑا' اسلامی دنیا کا سب سے بڑا' ۲۰ کروڑ آبادی کا ۱۳ ہزار سے زائد کا مجمع الجزائر' انڈونیشیا ان دنوں ۳۲ سالہ آمریت کے مابعد اثرات کے تحت بحران کا شکار ہے۔ مسلم معاشروں کا یہ انداز (pattern) کہ عوام کو جمہوری حقوق سے محروم رکھنے والے فوجی حکمراں طویل مدت تک ترقی کے راگ الاپ کر جب عوامی تحریک کے تحت رخصت کیے جاتے ہیں تو پھر بھی عوام کو ان کی قربانیوں کے ثمرات نہیں پہنچتے' ماہرین عمرانیات کی تحقیق کا موضوع بننا چاہیے۔

اقتدار کے مراکز پر قابو رکھنے والے آسانی سے دست بردار نہیں ہوتے اور کسی نئے جمہوری لبادے میں پھر سے براجمان ہونے کی کوشش کرتے ہیں۔ اگر تحریک کی قیادت کرنے والے باشعور اور متحد نہ ہوں' تو یہ عناصر اپنے ایک نئے دور کا آغاز کر دیتے ہیں۔ ہم خود ان مراحل سے گزرے ہیں' اب انڈونیشیا کو گزرتے دیکھ رہے ہیں۔ یہ ہماری صحافت کا المیہ اور ملت کی بدقسمتی ہے کہ پاکستان کے کسی اخبار یا ایجنسی کا نمایندہ برادر مسلم ملک کے حالات کا مطالعہ کرنے کا اور اہل وطن کو ان سے آگاہ کرنے کے لیے جکارتا میں موجود نہیں ہے۔ ہمیں دوسروں بلکہ غیروں کی نظر سے ہی سب کچھ دیکھنے کو ملتا ہے۔

مئی میں سہارتو کی علیحدگی اور بی جے حبیبی کے صدر بننے کے بعد' حکومت کو معیشت سنبھالنے کے ساتھ ساتھ' ملکی نظام میں ایسی اصلاحات بھی کرنا تھیں' جن سے ملک میں جمہوری اقدار رائج ہو جائیں۔ قومی اسمبلی میں ۷۵ ممبر فوج کے نامزد کردہ ہوتے ہیں۔ سول انتظامیہ میں بھی ہر سطح پر فوج کی باقاعدہ شرکت ہوتی ہے۔ سرکاری گولکار پارٹی کے علاوہ' تمام سیاسی پارٹیاں ایسی تبدیلیاں چاہتی ہیں کہ عوام کے ووٹ سے منتخب ہونے والے ہی حقیقی حکمراں ہوں اور فوج بیرکوں میں رہے۔ بہت وقت ہو گیا کہ حکومت طے کرتی رہی کہ عوام کے لیے کیا اچھا ہے' اب عوام یہ طے کرنا چاہتے ہیں کہ کون سی حکومت ان کے لیے اچھی ہے۔ موجودہ حکومت سے عوام کا پرزور مطالبہ ہے کہ سہارتو اور اس کے ساتھیوں پر مقدمات چلائے جائیں اور ناجائز دولت ان سے وصول کی جائے۔ بیٹوں' بیٹیوں اور دامادوں کے علاوہ صرف سہارتو کے اپنے ۴۰

ارب ڈالر جمع ہیں۔

۱۳ نومبر کو ہونے والے قومی اسمبلی کے اجلاس کے موقع پر مظاہروں کے لیے پہلے سے تیاری جاری تھی۔ اسمبلی کے انتخابات کے لیے مئی ۱۹۹۹ اور صدر کے انتخاب کے لیے ۲۹ اگست ۱۹۹۹ کی تاریخ کا اعلان کیا جا چکا تھا۔ مظاہرین کو روکنے کے لیے گولی چلائی گئی جس سے' ۱۴ افراد جس میں ۶ طلبہ تھے' ہلاک ہوئے۔ فوج کے بیان کے مطابق جو گولیاں جسم سے نکلی ہیں وہ فوج نے نہیں چلائیں' اس لیے سازشی عناصر کی کارفرمائی سب ہی کو نظر آ رہی ہے۔ اگلے دن ملک کے ۱۶ شہروں میں مظاہرے ہوئے اور اسمبلی کی عمارت پر ۸۰ ہزار افراد نے مظاہرہ کیا۔ پہلی دفعہ انسانی ڈھانچے ہاتھ میں لے کر مظاہرے کرنے کی روایت کا آغاز ہوا۔ یوں' ازسرنو تحریک شروع ہو گئی۔

سہارتو کو علیحدہ کرنے میں فوج کے کردار کی وجہ سے کمانڈر ان چیف جنرل ورانتو عوام کی پسندیدہ شخصیت بن گئے تھے۔ لیکن حالیہ مظاہروں میں گولیاں چلانے کی وجہ سے اب ان کے استعفے کا مطالبہ بھی ہو رہا ہے۔ طلبہ مظاہرین حبیبی کے استعفے کا مطالبہ بھی کر رہے ہیں جو مطلوبہ اصلاحات نہیں کر رہے ہیں۔ دونوں افراد بہرحال پرانے نظام کی علامت ہیں۔

انڈونیشیا دینی رجحانات رکھنے والا ملک ہے۔ احیاے اسلام کی لہر بھی وہاں پہنچی ہے۔ ۹۰ فی صد آبادی مسلمان ہے۔ مئی کی تحریک میں محمدیہ جماعت کے سربراہ امین رئیس' قائد کی حیثیت سے ابھرے۔ اب وہ زیادہ وسیع ابنیاو نیشنل فاؤنڈیشن کے سربراہ ہیں اور صدارتی منصب کے متوقع امیدوار ہیں۔ دوسری بڑی جماعت نہضۃ العلما ہے جس کے ۴ کروڑ ممبر بتائے جاتے ہیں اور جن کے قائد عبدالرحمٰن واحد ہیں۔ سابق صدر سوئیکارنو کی بیٹی میگاوتی کی جمہوری پارٹی سیکولر عناصر کی نمایندہ کہی جا سکتی ہے۔ ایک تجزیے کے مطابق حالیہ مظاہرے اسی پارٹی کے ایما پر ہوئے ہیں جسے انتخابات میں کسی بڑی کامیابی کی توقع نہیں ہے۔ اسے فوج کے ان سازشی عناصر کی حمایت بھی حاصل ہے جو ایک صحیح جمہوری نظام میں اپنے لیے گنجایش نہیں پاتے اور اسلامی احیا کو روکنا چاہتے ہیں۔ امین رئیس اور عبدالرحمٰن واحد' خواہی نخواہی حبیبی کے حامی سمجھے جانے لگے ہیں۔ حبیبی' بہرحال پرانے نظام کا کل پرزہ ہے اور فوج اور گولکار اسی کے ذریعے اپنے مقاصد حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ ایک نیا نام آدم سوسانو کا ہے جو اس وقت وزیر ہے۔ اسے اسلامک ایکٹی وسٹ (activist) کہا جا رہا ہے۔ ۵۲ ہزار امداد باہمی کے اداروں کو وسائل فراہم کرنا اس کی ذمہ داری ہے۔ پورے ملک کے دورے کر رہا ہے۔ صرف ۵۰ سال عمر ہے۔ ایک رسالے کے مطابق: حبیبی رہے یا نہ رہے' سوسانو رہے گا۔

اس وقت انڈونیشیا کی معاشی صورت حال بالکل ابتر ہے۔ ۱۵ ہزار روپے ایک ڈالر کے برابر ہو گئے ہیں۔ دو سال پہلے صرف ۲ کروڑ افراد غربت کی سطح کے نیچے تھے۔ اب یہ تعداد ۸ کروڑ تک پہنچ گئی ہے۔ اچھے

خاصے خوش حال غریب ہو گئے ہیں۔ تقریباً ۵ کروڑ افراد غذائی قلت کا شکار اور صومالیہ سے بدتر حالات سے دوچار ہیں۔

امن و امان کی صورت حال بھی سخت غیر تسلی بخش ہے۔ اوائل اکتوبر میں یہ اطلاعات آنا شروع ہوئیں کہ دوسرے بڑے صوبے جاوا کے مشرق میں' ۱۵ لاکھ آبادی کے شہر بین یووانگی میں علما' موذنوں اور معروف مسلمانوں کو نقاب پوش افراد (ننجا) کالا جادو کرنے والے قرار دے کر قتل کر رہے ہیں۔ وسطی اور مغربی جاوا کے قصبات میں بھی ایسے ہی واقعات ہوئے۔ اب تک کل ۸۰ افراد ہلاک کیے جا چکے ہیں۔ یہاں نہضة العلما کا رسوخ ہے۔ عبدالرحمن واحد کا کہنا ہے کہ انھیں امین رئیس کی پارٹی سے لڑوانے کے لیے یہ کارروائی کی جا رہی ہے۔

ملک میں عیسائی ۹ فی صد ہیں۔ سابق پرتگیزی نوآبادی مشرقی تیمر (Timor) کو مغربی میڈیا نے بین الاقوامی مسئلہ بنا دیا ہے اور موجودہ صورت حال سے فائدہ اٹھا کر خود مختاری' علیحدگی اور آزادی کے منصوبے مکمل کیے جا رہے ہیں۔ بعض علاقوں میں عیسائیوں کو قتل کرنے اور چرچ جلانے کے واقعات ہوئے ہیں اور اسی طرح عیسائی اکثریت کے علاقوں میں مسلمانوں پر حملے ہوئے ہیں اور مسجدیں جلائی گئی ہیں۔ حکومت امن و امان قائم کرنے میں ناکام ہے اور ایک رائے کے مطابق اس کے بعض عناصر' ہمارے عرف کے مطابق 'ایجنسیز' خود اس کی ذمہ دار ہیں۔ سیکولر اور دینی عناصر کی کش مکش کو پر تشدد بنانا بھی پیش نظر ہو سکتا ہے۔

انڈونیشیا کا ایک مسئلہ چینی نژاد آبادی کا ہے جو ۴ فی صد ہیں۔ یہ صنعت و تجارت میں آگے ہیں اور بہتر مالی حیثیت کی وجہ سے اثر و رسوخ رکھتے ہیں۔ سہارتو نے مشترک مفادات کے تحت ان کی بہت سرپرستی کی۔ اسی لیے یہ مئی کی تحریک میں عوام کی نفرت کا نشانہ بنے۔ چینیوں پر مظالم کی بڑی خبریں بنیں۔ اب امین رئیس اور عبدالرحمن واحد کے بیانات نسلی گروہوں کے اطمینان کا باعث ہوئے ہیں۔

انڈونیشیا کا مسلمان ایک امن پسند فرد ہے۔ کوئی بھی تسلیم نہیں کرتا کہ خوں ریزی کی کارروائیاں ایک مسلمان کر سکتا ہے۔ یہی سمجھا جا رہا ہے کہ جن عناصر کو اقتدار جاتا نظر آ رہا ہے' وہ اسے بچانے کے لیے ملک کے استحکام کو داؤ پر لگانے کو بھی تیار ہیں۔ ملک ٹوٹنے کی بات بھی کہی جا رہی ہے۔

حبیبی کی موجودہ حکومت کو' ملک کے مفاد میں' یہ سمجھنا چاہیے کہ اس کا اصل فریضہ جلد از جلد پرامن انتخابات کا انعقاد اور حقیقی نمایندوں کے ہاتھوں میں اقتدار منتقل کرنا ہے۔ موجودہ صدر کسی کے بھی پسندیدہ نہیں ہیں اور وہ اقتدار چھوڑنے کا اعلان بھی کر چکے ہیں لیکن خیال کیا جا رہا ہے کہ وہ بھی حالات میں اپنے لیے جگہ بنانے کے خواہاں ہیں اور سابقہ عناصر' ان کے ذریعے اور کچھ نئے چہروں کے ساتھ' شرکت اقتدار کے ذریعے اپنے برقرار رہنے کی حکمت عملی اختیار کر سکتے ہیں۔ ایک معقول مطالبہ یہ کیا جا رہا ہے کہ موجودہ حکومت مستعفی ہو' اور چار بڑی پارٹیوں کی عبوری حکومت قائم ہو جو جلد از جلد انتخابات کروائے۔ لیکن یہ

راہ عمل موجودہ حکمراں بھلا کیوں اختیار کریں؟

انڈونیشیا کے ہمارے مسلمان بھائی آج جن حالات سے گزر رہے ہیں' انھیں سمجھنا ہم اہل پاکستان کے لیے مشکل نہیں ہونا چاہیے۔ شاید یہ مسئلہ ہر مسلمان ملک کا ہے کہ عوام کو ان کی مرضی کی حکومت کس طرح ملے؟ فوج قبضہ کر کے' پورے معاشرے کو تلپٹ کر دیتی ہے۔ اصلاح پسند عناصر' تحریکیں منظم کرتے ہیں' عوام نکلتے ہیں' قربانیاں دیتے ہیں' بہت سے بہت' چہروں کی تبدیلی واقع ہو جاتی ہے۔ انڈونیشیا میں عوامی احتجاج کی نمایندہ اسلامی قوتوں کی فہم و فراست اور معاملہ فہمی کا یہ امتحان ہے کہ وہ اپنی عوامی حمایت کو کس طرح متشکل کر کے حکومت کے ایوان میں نظر آئیں۔ معمول کا جمہوری نظام قائم ہو تو مسئلہ صرف عوامی حمایت حاصل کرنے کا رہ جاتا ہے لیکن آمرانہ نظام میں کارندے اس طرح چمٹ جاتے ہیں کہ علیحدہ ہوتے ہوتے ملک کو تباہ کرنے سے بھی گریز نہیں کرتے اور ملک کے مخلص اور بہی خواہ' ملک کی خاطر سابقہ عناصر کو برداشت کر لیتے ہیں۔ یہ مخمصہ آج کے مسلم ممالک کا سب سے بڑا مسئلہ ہے۔ اس پر غور و فکر اور تحقیق ہونا چاہیے۔ کتابوں میں تبدیلی کی راہ بتانا ایک بات ہے' اور دیے ہوئے معروضی حالات اور زمینی حقائق میں اسے برپا کرنا شے دگر است۔ ایک دوسرے سے رہنمائی حاصل کرنے کے لیے سب تجربات کا اس نقطہ نظر سے مطالعہ کیا جانا چاہیے۔

کراچی اور مضافات میں

ترجمان القرآن

حاصل کرنے کے لیے

ہمارے سول ایجنٹ

دی بک ڈسٹری بیوٹرز

B-153 خداداد کالونی' کراچی۔ 74800

فون : 7787137

شہر میں کسی اسٹال پر رسالہ دستیاب نہ ہو تو درج بالا فون نمبر پر مطلع کیجیے